کرامات

امام حَسن وامام حُسین رضی اللہ عنہ

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند
Ph.No:040 24469996(6:30 to 10:30 pm)
Website: www.ziaislamic.com

نام کتاب : کرامات امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما

تالیف : مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ
وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : محرم الحرام 1433ھ،م ڈسمبر 2011ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار (1000)

قیمت : 35روپئے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباددکن

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، مصری گنج، حیدرآباددکن فون نمبر:040-24469996

کتابت : محمد عبدالقدیر قادری کامل الفقہ ،احمد محی الدین رفیع نقشبندی کامل الفقہ

پروف ریڈنگ : مولانا حافظ محمد حنیف قادری صاحب، استاذ دارالعلوم النعمانیہ، مولانا حافظ سید احمد غوری نقشبندی صاحب، استاذ جامعہ نظامیہ

ملنے کے پتے : جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباددکن
- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- ابوالبرکات عطریات، روبرو نقشبندی چمن، مصری گنج، حیدرآباد
- مکتبہ فیضان ابوالحسنات، مصری گنج، حیدرآباد
- عرش موبائیل سنٹر، انصاری روڈ، حیدرآباد
- مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
- تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
- ہاشمی محبوب کتب خانہ، تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
- دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات





فہرست



......باب سوم......

پیش لفظ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شرف نسبت کے سبب حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو اللہ تعالی نے ساری کائنات میں معزز اور تمام افراد انسانی سے معزز رکھا، ان کی شان وعظمت کے اظہار کے لئے متعدد آیات نازل فرمائی، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے ارشادات وفرامین کے ذریعہ ان کی قدر ومنزلت کو آشکار فرمایا، لہذا تمام کتب حدیث، صحاح ومعاجم، سنن وجوامع میں جہاں فضائل کا بیان ہوتا ہے یقیناً وہاں حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے فضائل ومناقب کی روایات درج ہوتی ہیں۔

الحمد للہ! ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ مناقب اہل بیت اطہار کے عنوان پر مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کی متعدد کتب اور مقالات بزبان اردو وانگریزی شائع کیا ہے۔ جن میں "حضرت مولائے کائنات فضائل وکمالات۔ حضرت خاتون جنت کی بے مثال حیات۔ امہات المؤمنین کی پاکیزہ زندگیاں۔ فضائل اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم۔ محبت اہل بیت 'فوائد وثمرات۔ فضائل سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ۔ حقانیت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور حدیث قسطنطینیہ کی تحقیق۔ امام عالی مقام کی حقانیت اور یزید کی حقیقی صورت۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ فضائل ومناقب۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ فضائل وکمالات" شامل ہیں۔

زیر نظر کتاب" کرامات امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما" میں حضرت مفتی صاحب قبلہ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کے کرامات کو مختلف کتب حدیث، سیر وتاریخ کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے: باب اول میں" کرامت کی حقانیت اور اس کا ثبوت قرآن کریم وحدیث شریف سے بیان کیا، باب دوم میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی کرامات بیان کی اور باب سوم میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامات بیان کی ہیں۔

اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب قبلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو مفید وعام بنائے۔ آمین

شعبۂ نشر واشاعت ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَفْضَلِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ .

باب اول

کرامت کا ثبوت' قرآن کریم وحدیث شریف کی روشنی میں

حضرات انبیاء کرام ورُسُل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اوراہل بیت وصحابہ اوراولیاء وصالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کی کرامات کے برحق ہونے کا ذکر قرآن پاک اوراحادیث شریفہ میں موجود ہے،علماء امت کا اس پرازابتداء اسلام اتفاق ثابت ہے۔

اللہ تعالی کے وہ محبوب ومقرب بندے جنہوں نے زندگی بھراسلامی تعلیمات پر عمل کیا،اپنی زندگی کا ہرلحہ یادخدا کے لئے وقف کیا،دنیوی لذتوں کوترک کرکے اپنی ساری توانائیاں دین متین کی تبلیغ واشاعت میں صرف کیں،ایسے مقربان بارگاہ الہی کے لئے آخرت میں بلندمقامات اوراعلی درجات ہیں،نیز دنیامیں اللہ تعالی نے ان کی شان وعظمت آشکارکرنے کے لئے خصائص وامتیازات عطافرمائے،اللہ تعالی کاارشادہے:

وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ	اور بے شک ہم نے "زبور" میں نصیحت
بَعْدِ الذِّکْرِ أَنَّ الْأَرْضَ یَرِثُھَا	کے بعد یہ لکھ دیا:یقیناً زمین کے وارث
عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ.	میرے نیک بندے ہوں گے۔

(سورۃ الانبیاء۔105)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ "زمین" سے مراد جنت کی زمین ہے،اوربعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے دنیا کی زمین مراد ہےاورعلامہ ابن کثیر نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اولیاء وصالحین' دنیاوآخرت ہردو کی زمین کے وارث ہوتے ہیں:

يقول تعالى مخبرا عما حتمه وقضاه لعباده الصالحين، من السعادة فى الدنيا والآخرة، ووراثة الأرض فى الدنيا والآخرة-	ترجمہ: اللہ تعالی ان چیزوں سے متعلق بیان فرمارہاہےجس کااس نے اپنے نیک بندوں کے لئےقطعی اورحتمی فیصلہ کردیاہے کہ دنیا وآخرت میں ان کے لئے سعادت ہےاور دنیاوآخرت میں زمین ان کی وراثت ہے-

(تفسیرابن کثیر،ج5،ص384،سورۃ الانبیاء۔105)

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اولیاءکرام وصالحین عظام کوزمین کا وارث بنادیا، مالک کواپنی ملکیت میں تصرف واختیارکاحق حاصل ہوتا ہے، یہ حضرات زمین میں صاحب تصرف وبااختیار ہوتے ہیں، ان مقربین بارگاہِ خداوندی سے جو خلافِ عادت کام ظاہرہوتے ہیں اور خلاف عقل امور وقوع پذیرہوتے ہیں، اُنہیں" **کرامات**" کہاجاتا ہے۔

اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ''اولیاءکرام کی کرامتیں ثابت وبرحق ہیں'' یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا انکارنہیں کیا جاسکتا،جیسا کہ فن عقائد میں پڑھائی جانے والی درس نظامی کی مشہورکتاب" شرح عقائدنسفی "میں مذکورہے:



وكرامات الاولياء حق.

ترجمہ: اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں۔(شرح العقائد النسفیۃ، ص144)

اولیاء اللہ سے ظاہر ہونے والی کرامت دراصل معجزۂ نبی کا مظہر اور اسی کا فیضان ہوتی ہے، اور کرامات اولیاء سے اہل زمانہ پر یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ولی جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اُنہی کا دین سچا اور حق ہے، یہ جن کی نبوت کے قائل ہیں اُنہی کا قانون درست وصحیح ہے، صالحین وبزرگانِ دین کی کرامات سے دین اسلام کی تائید وتصدیق ہوتی ہے۔

"معجزہ "اور" کرامت" کا امتیازی فرق

خلاف عادت اور خلاف عقل واقعات انبیاء کرام علیہم السلام کے بھی ہوتے ہیں اور اولیاءِ عظام کے بھی' اس طرح کے واقعات انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں ''معجزہ'' ہوتے ہیں اور اولیاء کرام کے حق میں ''کرامت'' قرار پاتے ہیں۔

"معجزہ "اور" کرامت" کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ "معجزہ" سے مراد وہ خلاف عادت عمل ہے جو کسی نبی سے نبوت کی صداقت کی دلیل کے طور پر صادر ہوا ہو۔ اور ''کرامت'' اس خلاف عادت عمل کو کہا جاتا ہے جو نبوت کے دعوے کے بغیر کسی مومن صالح سے ظاہر ہوتا ہے۔

اگر کسی غیر مسلم اور بد عمل سے کوئی خلاف عادت' واقعہ رونما ہوجائے تو اسے "استدراج" کہا جاتا ہے، جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

وكرامته :ظهور امر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوى النبوة فما لا يكون مقرونا بالايمان والعمل الصالح

یکون استدراجا۔وما یکون مقرونا بدعوی النبوۃ یکون معجزۃ۔(شرح العقائد النسفیۃ،ص144)

کرامتیں واقع ہونے کی حکمت

اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی بنایا،اب کوئی رسول یا کسی قسم کے نبی نہیں آئیں گے،قیامت تک جتنے لوگ آئیں گے،سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر ایمان لانے کے محتاج ہوں گے،ظاہر ہے جو لوگ ابھی دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے ان کے لئے ایسے خلاف عادت واقعات معاون ومددگار ہوں گے،یہ واقعات انہیں اسلام کی طرف مائل کریں گے اور ایمان لانے پر آمادہ کریں گے،اس سبب سے کرامتوں کا واقع ہونا ضروری ہے،لہذا اس امت کے اولیاء کرام کی کرامتیں دیگر امتوں کے اولیاء کرام کی کرامتوں سے زیادہ ہیں۔

جیسا کہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

الحکمۃ فی کثرۃ کرامات اولیاء الامۃ المحمدیۃ -واللہ اعلم -اظہار سیادتہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی سائر الانبیاء بکثرۃ معجزاتہ فی حیاتہ وبعد مماتہ ولکونہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم النبیین ، وحبیب رب العالمین ،

امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والسلام کے اولیاء کرام کی کرامتیں زیادہ ہونے کی حکمت- اللہ تعالی بہتر جانتا ہے- یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ میں اور آپ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے معجزات کی کثرت کے ذریعہ تمام انبیاء کرام پر آپ کی سیادت وسرداری کا اظہار ہو، کیونکہ آپ خاتم الانبیاء اور رب العالمین کے محبوب ہیں،

واستمرار دینه المبین الی قیام الساعة فالحاجة الی اسباب التصدیق به مستمرة، ومن اقوی هذه الاسباب کرامات امته التی هی فی الحقیقة من جملة معجزاته صلی الله علیه واله وسلم	اور قیامت تک آپ کا دین مبین چلتا رہے گا،اسی وجہ سے ضروری ہے کہ دین کی حقانیت وصداقت کے دلائل بھی ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے رہیں،اور ان مضبوط ترین دلائل میں آپ کی امت کے اولیاء کی کرامات ہیں جو درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے معجزات کا فیضان ہے۔

(مقدمۃ جامع کرامات الاولیاء،ص36)

کرامات اولیاء کا اظہار کیوں ہوتا ہے؟اس کے اسباب ووجوہ اور منافع وفوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ ابن قیم نے لکھا ہے:

وانها انما تکون لحاجة فی الدین او لمنفعة للاسلام والمسلمین فهذه هی الاحوال الرحمانیة سببها متابعة الرسول ونتیجتها اظهار الحق وکسر الباطل.	دین میں جب کوئی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو اس کے لئے اور اسلام ومسلمانوں کی منفعت کی خاطر کرامات ظاہر ہوتی ہیں،تو یہی رحمانی احوال ہیں،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع وپیروی کے سبب ان کرامات کا ظہور ہوتا ہے،اس کا فائدہ اور نتیجہ حق ظاہر کرنا اور باطل کا زور توڑنا ہوتا ہے۔

(زادالمعاد،فصل فی فقہ ہذہ القصۃ)

علامہ ابن تیمیہ نے کرامات اولیاء کو تسلیم کیا ہے اور صحابہ وتابعین کی متعدد

کرامات اپنی کتاب ''اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان''میں ذکر کی ہیں۔(اولیاء الرحمٰن واولیاءالشیطان،کرامات الصحابۃ والتابعین)

قرآن کریم سے کرامت کا ثبوت

خرقِ عادت امور کا ذکر قرآن شریف کی آیات مبارکہ میں موجود ہے،چنانچہ سورۂ ال عمران میں حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت'سورۂ کہف میں اصحاب کہف کی کرامت اور حضرت خضر علیہ السلام کی کرامت'سورۂ مریم میں حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت اور سورۂ نمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی حضرت آصف بن برخیاء رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا ذکر ہے۔

سوکھے درخت سے تازہ کھجور گرنے لگے

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا موقع آیا تو آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام ایک درخت کے تنے کے پاس آئیں، جوسوکھا تھا، اُس پر کھجور نہ تھے،اللہ تعالی نے فرمایا:وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ تُسَٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبٗا جَنِيّٗا . ترجمہ:اور کھجور کے درخت کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ،یہ تم پر تازہ اور پکے کھجور گرادے گا۔(سورۃ مریم۔25)

آیتِ مذکورہ میں بتایا گیا کہ حضرت مریم علیہا السلام نے کھجور کے درخت کو ہاتھ لگایا تو وہ اسی وقت تروتازہ کھجور آپ کی گود میں ڈالنے لگا،ظاہر ہے سوکھا ہوا درخت تروتازہ ہوتا ہے تو اُس کے لئے وقت درکار ہے،مختصر لمحات یا چند گھنٹوں میں بے ثمر درخت پھلدار نہیں ہوتا'خشک درخت سرسبز نہیں ہوتا'سوکھے ہوئے درخت پر برگ وبار

نظر نہیں آتے، سوکھے درخت کا لمحہ بھر میں تروتازہ اور پھلدار ہوجانا' یقیناً خدا کی اس محبوب بندی کی کرامت ہے۔

غیب سے بے موسم پھل کی آمد

حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بند کمرہ میں بے موسم میوے آیا کرتے تھے جبکہ وہاں لانے والا کوئی نہ ہوتا' جیسا کہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر: 37 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا	جب بھی (سیدنا) زکریا علیہ السلام، حضرت مریم
زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ	علیہا السلام کے پاس عبادت گاہ میں داخل ہوتے تو
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ	ان کے پاس کھانے کی چیزیں موجود پاتے، آپ
يَا مَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا	نے فرمایا: اے مریم! یہ چیزیں تمہارے لئے کہاں
قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	سے آتی ہیں؟ انہوں نے کہا: (یہ رزق) اللہ تعالی
إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَآءُ	کے پاس سے آتا ہے، بیشک اللہ تعالی جسے چاہتا
بِغَيْرِ حِسَابٍ .	ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

(سورۃ ال عمران۔37)

اس آیت کریمہ میں کرامت کی حقانیت کا واضح ثبوت ملتا ہے، حضرت مریم علیہا السلام نبی نہیں تھیں بلکہ ایک ولیہ تھیں، اور جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لے جاتے تو ملاحظہ فرماتے کہ وہاں مختلف قسم کے پھل موجود ہوتے، گرما کے موسم میں سرما کا پھل میسر ہوتا اور سرما کے موسم میں گرما کا پھل موجود ہوتا۔



بغیر موسم کے پھل میسر آجانا اور غیب سے رزق کا آنا حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت ہے۔

اصحابِ کہف کا تین سونو(309) سال آرام فرمانا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے نیکوکار حضرات نے فتنہ وفساد سے بچنے اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کے لئے ایک غار میں پناہ لی اور تین سو نو(309) سال غار ہی میں قیام پذیر رہے' جیسا کہ سورۂ کہف کی آیت نمبر 25 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا.

اور وہ (اصحاب کہف) اپنے غار میں تین(300) سو سال ٹھہرے رہے اور انہوں نے اس پر نو (9) سال زیادہ کئے۔

(سورۃ الکھف:25)

اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے تین سونو(309) سال تک غار میں رہے،ان کے جسموں میں تغیر وتبدل نہ آیا،اس عرصۂ دراز تک نہ انہوں نے کچھ کھایا نہ پیا،انسانی جسم کا تقاضا کھانا پینا ہے،کوئی شخص بغیر کھائے ، پئے سالوں سال تو درکنار کچھ ہفتے یا مہینے نہیں گزار سکتا۔

اللہ تعالی کی عظیم قدرت سے اصحاب کہف کی یہ کرامت ہے کہ انہوں نے تین سونو(309) سال کا طویل عرصہ غار میں بغیر کچھ کھائے' پئے گزارا،ان کے جسم سلامت رہے،اوران کے در پر رہنے والا کُتّا بھی محفوظ رہا۔

نظامِ شمسی میں تغیر،اصحابِ کہف کی کرامت

یہ ایک حقیقت ہے کہ سورج اپنے ایک مقررہ نظام کے تحت گردش کرتا ہے، نکلنے اور ڈوبنے کے نظام میں نہ ایک سیکنڈ کے لئے تاخیر کرتا ہے نہ طلوع یا غروب کے وقت ایک لمحہ پہلے نکلتا ہے اور نہ ایک سینٹی میٹر یا ایک ملی میٹر ہٹ کر طلوع ہوتا ہے، یہ قدرتی نظام ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو یہ کرامت وبزرگی عطا فرمائی کہ اُن کی راحت وآرام کے لئے نظامِ شمسی میں تبدیلی واقع ہوئی، جیسا کہ

سورۂ کہف کی آیت نمبر: 17 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ	اور آپ سورج کو دیکھیں گے کہ جب وہ نکلتا ہے
تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ	تو ان کے غار سے دائیں جانب ہٹ کر گزرتا
الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ	ہےاور جب وہ ڈوبتا ہےتو بائیں طرف کتراتا
تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ	ہوا ڈوبتا ہے اور وہ (اصحاب کہف) غار کے
وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ذٰلِكَ	ایک کشادہ حصہ میں ہیں، یہ اللہ تعالی کی
مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ.	نشانیوں میں سے ہے۔

(سورۃ الکھف۔17)

اس آیت کریمہ میں اصحاب کہف کی اس کرامت کا ذکر ہے کہ جتنا عرصہ انہوں نے غار میں گزارا اتنے عرصہ تک سورج نے اپنی روش کو تبدیل کردیا، جب وہ طلوع ہوتا تو دائیں جانب ہوجاتا اور جب غروب ہوتا تو بائیں جانب ہوکر غروب ہوتا، اس طرح سورج کی شعاعیں ان پر نہ پڑتیں۔



سورج کا اپنے مقررہ نظام سے ہٹ کر اس طرح طلوع وغروب ہونا قدرتِ خداوندی کی دلیل اور اصحاب کہف کی کرامت ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

و کان ذلک فعلاً خارقاً	سورج کا اس طرح طلوع اور غروب ہونا
للعادة و کرامة عظیمة	ایک خلاف عادت واقعہ ہے اور وہ عظیم
خص اللہ بھا أصحاب	کرامت ہے جو اللہ تعالی نے اصحاب کہف کو
الکھف.	عطا فرمائی۔

(التفسیر الکبیر للرازی، سورۃ الکھف۔17)

لمحہ بھر میں میلوں دور سے وزنی تخت حاضر کرنا' آصف بن برخیاء کی کرامت

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم میں کون ایسا شخص ہے جو بلقیس کے آنے سے پہلے ان کے تخت کو میرے پاس لے آئے؟ تو جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا کہ آپ اپنے مقام سے اٹھنے سے قبل میں اسے آپ کے پاس لاسکتا ہوں، آپ نے فرمایا: مجھے وہ تخت اور جلد چاہئیے! تب حضرت آصف بن برخیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت چاہی اور پلک جھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں وہ تخت لے کر حاضر ہوگئے۔

جیسا کہ سورۂ نمل کی آیت نمبر: 40 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:



قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِنَ الْکِتَابِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّی.

(سورۃ النمل۔40)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں) ایک شخص نے عرض کیا: جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اس (تختِ بلقیس) کو آپ کے پاس لاسکتا ہوں، اس سے قبل کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔ پھر جب (سلیمان علیہ السلام) نے اس (تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا پایا تو فرمایا: یہ میرے رب کا فضل ہے۔

اس آیت کریمہ میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے امتی حضرت آصف بن برخیاء رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت مذکور ہے۔

تختِ بلقیس سونے کا بنا ہوا تھا، جس پر یاقوت، زمرد اور موتیاں جڑی ہوئی تھیں، وہ تخت سات محلوں میں سے اندر کے محل میں محفوظ رکھا ہوا تھا، دروازے مقفل تھے، پہرے دار نگرانی کر رہے تھے، یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ اس قدر وزنی اور محفوظ تخت کو لمحہ بھر میں ایک ملک سے دوسرے ملک لایا جاسکے، حضرت آصف بن برخیاء رحمۃ اللہ علیہ نے لمحہ بھر میں اس بھاری اور وزنی تخت کو ملک یمن سے ملک شام حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔

جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

وکان من ذھب مُفصَّص بالیاقوت والزبرجد واللؤلؤ -فجعل فی سبعة أبیات، بعضھا فی بعض، ثم أقفلت علیه الأبواب ...حتی إذا دنت جمع من عندہ من الجن

والإنس، ممن تحت يديه، فقال :﴿ يا أيها الملأ أيكم يأتينى بعرشها قبل أن يأتونى مسلمين ﴾.قال عفريت من الجن أنا آتيک به قبل أن تقوم من مقامک وإنى عليه لقوى أمين ...فلما قال سليمان :أريد أعجل من ذلک، ﴿ قال الذى عنده علم من الكتاب ﴾ قال ابن عباس :وهو آصف كاتب سليمان .وكذا روى محمد بن إسحاق، عن يزيد بن رومان :أنه آصف بن برخياء ...وسأله أن يأتيه بعرش بلقيس -وكان فى اليمن، وسليمان عليه السلام ببيت المقدس۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ النمل۔40)

مذکورہ آیاتِ مبارکہ سے کراموں کا صحیح اور برحق ہونا عیاں ہوتا ہے۔

حدیث شریف سے کرامت کا ثبوت

احادیث شریفہ میں گزشتہ امتوں کے اولیاء کرام کی کرامتیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کرامتیں تفصیل کے ساتھ وارد ہیں، جنہیں بیان کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے، یہاں بطور استدلال ایک حدیث پاک ذکر کی جارہی ہے جس سے کرامت کی حقانیت واضح ہوتی ہے، چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِیْ وَلِيًّا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے

فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِی بِشَیْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِی يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِی يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِی يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِی يَمْشِی بِهَا.

میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں، اور میرا بندہ میری بارگاہ میں کسی چیز کے ذریعہ تقرب حاصل نہیں کیا جو اس فرض سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے اس کے ذمہ کیا ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں' پھر جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کے پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

وَإِنْ سَأَلَنِی لَأُعْطِيَنَّهُ ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِی عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور بضرور اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو ضرور بضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں اور میں کسی چیز کو کرنا چاہوں تو اس سے توقف نہیں کرتا، جس طرح مومن کی جان لینے سے توقف کرتا ہوں جبکہ وہ موت کو ناپسند کرے، اور میں اس کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث نمبر:6502)

اس حدیث قدسی سے اولیاء کرام وصالحین امت کی عظمت وجلالت کا اظہار ہوتا ہے اوران کی کرامات کا ثبوت ملتا ہے کہ جب ان کی سماعت وبصارت، کلام وحرکت میں قدرت الٰہی کارفرما ہے تو وہ اپنے کان سے قریب کی بھی سنتے ہیں اوردور کی بھی، اپنی آنکھ سے قریب کوبھی دیکھ لیتے ہیں اور دور کوبھی، اپنے ہاتھ میں غیر معمولی قوت رکھتے ہیں، اپنے پیر میں زبردست طاقت رکھتے ہیں، اسی وجہ سے اولیاء کرام اپنی قوت سماعت سے وہ آواز سنتے ہیں جو دوسرے نہیں سن سکتے، اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھتے ہیں جسے عام نگاہ نہیں دیکھ سکتی، اپنے ہاتھوں میں گرفت ودستگیری کی وہ قوت رکھتے ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہوتی، وہ اپنا زورقدم اس طور پر رکھتے ہیں کہ آن واحد میں کئی منازل طے کرلیتے ہیں۔

احادیث شریفہ میں سابقہ امتوں کے اولیاء عظام اور صحابہ کرام کی کرامتیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئیں، علماء اعلام نے کرامات کے اثبات وبیان میں ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں، اس سلسلہ میں امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 430ھ) کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء''، امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 465ھ) کی کتاب ''الرسالۃ القشیریۃ''، علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 768ھ) کی کتاب ''روض الریاحین فی حکایات الصالحین'' اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1350ھ) کی کتاب ''جامع کرامات الاولیاء'' بالخصوص قابل دید ہیں۔

صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی کرامتیں کتب حدیث وسیر میں موجود ہیں، یہاں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی چند کرامات ذکر کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے تاکہ ان کرامتوں کو پڑھنے اور سننے سے ان حضرات کا تقدس دلوں میں جاگزیں ہو۔

باب دوم

کرامات امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت 15 رمضان المبارک 3ھ میں ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادت کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا اور ''حسن'' نام رکھا۔

حضور اکرم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس شہزادہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اسلام کی سربلندی کے لئے عظیم قربانیاں دی ہیں، آپ کے تواضع وجذبۂ ایثار، فراست ودور اندیشی کا نتیجہ ہے کہ آپ کے دَور میں مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں اتحاد قائم ہوا اور لاکھوں افراد کا خون بہنے سے رہ گیا، شریعت اسلامیہ پر استقامت کے ساتھ عمل کرنا اور اسلامی قانون پر ثابت قدمی کے ساتھ کاربند رہنا اصل کرامت بلکہ کرامت سے بڑھ کر ہے، 49ھ میں آپ کی شہادت ہوئی، آپ کی بہت ساری کرامتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں جن میں سے چند کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

﴿بے ادبی کی سزا﴾

کرامت: 1

چھٹی صدی ہجری کے مشہور محدث امام ابوالقاسم علی بن حسن معروف بہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 571ھ) نے جلیل القدر تابعی حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی:



عن الاعمش قال خری رجل علی قبر الحسن فجن فجعل ینبح کما تنبح الکلاب قال فمات فسمع من قبرہ یعوی ویصیح۔

ترجمہ: حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک بدبخت شخص نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر بدبختی سے بول وبراز کیا تو وہ اسی وقت پاگل اور مجنون ہوگیا اور مرتے دم تک کتوں کی طرح بھونکتا رہا، پھر مرنے کے بعد اس کی قبر سے بھیانک آواز سے کُتا بھونکنے کی آواز سنائی دیتی۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، ج 13، ص305 ،الحسن بن علی، جامع کرامات الاولیاء، ج1، ص131)

اس کرامت کو حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1350ھ) جو ملک شام کے بلند پایہ عالم گزرے ہیں، نے اپنی کتاب ''جامع کرامات الاولیاء'' میں کتاب طبقات مناوی اور ابونعیم سے نقل فرمایا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے محبوب ومقرب بندوں کی بے ادبی کی جائے تو ایسی سزا دی جاتی ہے جس کو اہل زمانہ، زمانۂ دراز تک یاد رکھتے ہیں، جب اس بدبخت شخص نے مزارِ مبارک کی بے حرمتی کی تو اللہ تعالی نے اُس کی عقل سلب کردی اور جنون کی بیماری میں مبتلا کردیا، اس لئے کہ اس نے اپنی عقل کو استعمال کرنے کے بجائے بدبختی کا مظاہرہ کیا اور مزارِ اقدس کی بے حرمتی کی، اس شخص کا جنون عام مجنونوں جیسا نہیں تھا، اللہ تعالی کو یہ منظور تھا کہ اس کی خوب ذلت ورسوائی ہو، اس لئے عام پاگلوں کے برخلاف وہ کتوں کی طرح بھونکنے لگا، جب تک دنیا میں زندہ رہا اسی فضیحت وذلت کی زندگی بسر کرتا رہا اور جب مرگیا تو اس کی قبر سے کتے کے بھونکنے کی آواز آیا کرتی تھی۔

یہ واقعہ امت مسلمہ کے لئے بڑی عبرت کا باعث اور نصیحت کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ سب کو ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

﴿دعاء کی برکت سے حبشی کو لڑکا پیدا ہوا﴾

کرامت:2

نویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ حضرت نورالدین عبدالرحمٰن بن احمد جامی خراسانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 898ھ) نے اپنی کتاب ''شواھد النبوۃ'' میں لکھا ہے:

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر مکہ معظّمہ پیدل تشریف لے جارہے تھے تو آپ کے قدم مبارک میں ورم آ گیا، آپ کے غلام نے عرض کیا کہ آپ کسی سواری پر سوار ہوجائیں تاکہ قدموں کی سوجن کم ہو، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے غلام کی درخواست قبول نہ فرمائی اور فرمایا: جب اپنی منزل پر پہنچو تو تمہیں ایک حبشی ملے گا، اس سے تیل خرید لو! آپ کے غلام نے کہا: ہم نے کسی بھی جگہ کوئی دوا نہ پائی اور جب اپنی منزل پر پہنچے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہی غلام ہے جس کے بارے میں تم سے کہا گیا، جاؤ! اس سے تیل خریدو اور قیمت ادا کردو! غلام جب تیل خریدنے کے لئے حبشی کے پاس گیا اور تیل پوچھا تو حبشی نے کہا: کس کیلئے خرید رہے ہو؟ غلام نے کہا: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے لئے، تو حبشی نے کہا: مجھے آپ کے پاس لے چلو! میں آپ کا غلام ہوں، جب حبشی حضرت کے پاس آیا تو عرض کیا: میں آپ کا غلام ہوں، آپ سے تیل کی قیمت نہیں لوں گا؟ بس میری بیوی کیلئے دعا فرمایئے! وہ دردِ زِہ میں مبتلا ہے اور دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ صحیح الاعضاء بچہ عطا فرمائے، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گھر جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہیں ویسا ہی بچہ عطا فرمائے گا جیسا تم چاہتے ہو اور وہ

ہمارا پیروکار رہے گا، حبشی گھر پہنچا تو گھر کی حالت ویسی ہی پائی جیسی اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔(شواھد النبوۃ مترجم،ص302)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی'ارادت ہوتو دیکھ ان کو
ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اس واقعہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دو کرامات مذکور ہیں:

پہلی کرامت: آپ نے پہلے ہی بتایا کہ پیروں کا ورم کم ہونے کی دوا کہاں اور کس کے پاس ملے گی۔

دوسری کرامت: آپ نے یہ بیان فرمایا کہ حبشی کو خواہش کے مطابق صحیح وسالم لڑکا ہوگا اور وہ لڑکا اہل بیت کرام کا تابعدار وفرمانبردار ہوگا۔

﴿لمحہ بھر میں کھجور کا پھلدار درخت پیدا ہوا﴾

کرامت:3

حضرت نور الدین عبدالرحمٰن بن احمد جامی خراسانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 898ھ) نے ''شواہد النبوۃ'' میں لکھا ہے: حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے کسی صاحبزادہ کے ساتھ سفر میں تھے،ایک خشک باغ میں کچھ دیر کیلئے قیام فرما ہوئے۔

حضرت ابن زبیر نے کہا: کاش اس باغ میں کچھ تروتازہ کھجور ہوتے تو ہم کھاتے،حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تازہ کھجور کھانا چاہتے ہو؟ حضرت ابن زبیر نے کہا: ہاں! حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دعاء کیلئے ہاتھ اٹھا کر کچھ تلاوت فرمائے،



اچانک کھجور کا ایک درخت ظاہر ہوا اور اس کو تازہ کھجور لگ گئے، حضرت ابن زبیر کے ایک ساتھی نے کہا: یہ تو جادو ہے، سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ جادو نہیں بلکہ اس دعا کا اثر ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نے کی تھی، پھر لوگوں نے اس درخت پر چڑھ کر تازہ کھجور توڑے جن سے تمام لوگ شکم سیر ہوئے۔(شواھد النبوۃ مترجم، ص302، شہادت نامہ، مؤلفہ حضرت محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ، ص93)

﴿زہر کا اثر نہ ہوا﴾

کرامت:4

پانچویں صدی ہجری کے مشہور مالکی فقیہ حضرت ابو عمر یوسف بن عبداللہ معروف بہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) نے اپنی کتاب ''الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'' میں روایت بیان کی ہے:

عن عمير بن إسحاق قال كنا عند الحسن بن على فدخل المخرج ثم خرج فقال لقد سقيت السم مراراً وما سقيته مثل هذه المرة لقد لفظت طائفة من كبدى فرأيتنى أقلبها بعود معى فقال له الحسين يا أخى من سقاك قال وما تريد إليه أتريد أن تقتله قال نعم قال لئن كان الذى أظن فالله أشد نقمة ولئن كان غيره ما أحب أن تقتل بى بريئاً.

ترجمہ: حضرت عمیر بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے، آپ حمام میں گئے پھر تشریف



لاکر فرمایا: مجھے کئی بار دھوکہ سے زہر پلایا گیا مگر اس بار کی طرح شدید نہیں، اسکا اثر ہے کہ میں نے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا تھوکا ہے، حیرت میں لکڑی سے اسکو الٹاتا، پلٹاتا رہا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بھائی جان! آپ کو کس نے زہر دیا؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ کیا اُسے قتل کردو گے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: میں جس کو مجرم سمجھتا ہوں اگر وہی ہے تو اللہ تعالی بہت سخت سزا دینے والا ہے، اور اگر کوئی دوسرا شخص ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے بے گناہ کو سزا دی جائے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، باب الافراد فی الحاء، الحسن بن علی)

مذکورہ واقعہ اسی کتاب میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

ائمہ دین کے پاس یہ امر مسلّم ہے کہ اللہ تعالی نے کرامات اولیاء کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا مظہر بنایا ہے، ہر ایک ولی کی کرامت فیضان نبوت کا اثر ہے، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو متعدد بار زہر دیا گیا مگر اس کا اثر ظاہر نہ ہوا، آپ کی یہ کرامت اس معجزہ کے فیضان سے ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودی عورت نے گوشت میں زہر کھلایا تھا مگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا اثر نہ ہوا۔

﴿امام حسن کیلئے راستہ روشن ہوگیا﴾

کرامت:5

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 430ھ) نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں لکھا ہے:

عن أبی هريرة قال: كان الحسن عند النبی صلى الله عليه

وسلم فی لیلة ظلماء وکان یحبه حبا شدیدا فقال :اذهب إلی أمی فقلت :أذهب یا رسول الله ؟ قال :فجاء ت برقة من السماء فمشی فی ضوئها حتی بلغ إلی أمه۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: ایک وقت اندھیری رات میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بے پناہ محبت فرمایا کرتے، امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اپنی والدۂ محترمہ کے پاس جانا چاہتا ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: میں ان کے ساتھ جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ اتنے میں آسمان سے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی میں چلتے ہوئے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ والدۂ محترمہ کے پاس پہنچ گئے۔

(دلائل النبوۃ للاصفھانی، باب ذکر اضاءۃ العصا، حدیث نمبر:487)

تاریک رات میں آسمان سے روشنی کا ظاہر ہونا اور اس روشنی میں چلنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان سے امام حسن رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔



باب سوم

کرامات امام حسین رضی اللہ عنہ

سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت 5/شعبان المعظم 4ھ کو ہوئی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اپنے لعاب مبارک سے تحنیک فرمائی اور آپ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا، کان میں کلمات اذان ارشاد فرما کر نام مبارک ''حسین ''رکھا، آپ کیلئے برکت کی دعا فرمائی اور ساتویں دن آپ کا عقیقہ فرمایا' یوم عاشوراء 10/محرم 60ھ میں آپ کو میدان کربلا میں ظالم یزیدیوں نے شہید کیا، حضرت امام عالی مقام کی عظیم شان اور بے شمار فضائل ہیں، امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل سے متعلق احقر کی کتاب ''حقانیت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حدیث قسطنطنیہ کی تحقیق'' مطالعہ کی جاسکتی ہے۔

آپ کی ذات پاک سراپا کرامت ہے، مختصر طور پر یہاں آپ کی چند کرامات سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

﴿لعاب دہن کی برکت﴾

کرامت:1

تیسری صدی ہجری کے محدث محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 230ھ) نے ''الطبقات الکبری'' میں روایت نقل کی ہے:

عن أبی عون قال: لما خرج حسین بن علی من المدینة یرید مكة مر بابن مطیع وهو یحفر بئره، فقال له :أین، فداك أبی



وأمی؟قال: أردت مكة وذكر له أنه كتب إليه شيعته بها فقال له ابن مطيع :إنى فداك أبى وأمى، متعنا بنفسك ولا تسر إليهم .فأبى حسين فقال له ابن مطيع :إن بئرى هذه قد رشحتها وهذا اليوم أوان ما خرج إلينا فى الدلو شىء من ماء، فلو دعوت الله لنا فيها بالبركة .قال :هات من مائها، فأتى من مائها فشرب منه ثم مضمض ثم رده فى البئر فأعذب وأمهى.

ترجمہ: حضرت ابوعون سے روایت ہے' اُنہوں نے فرمایا: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جب مدینہ شریف سے مکہ معظّمہ جارہے تھے تو ابن مطیع کے پاس سے آپ کا گزرہوا جو کنواں کھدوارہے تھے، عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ! کہاں کا ارادہ ہے؟ امام عالی مقام نے فرمایا: مکہ شریف کا ارادہ ہےاور ابن مطیع سے یہ بھی ذکر کیا کہ کوفہ کے شیعہ نے خطوط بھیجے ہیں، ابن مطیع نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ کی ذات پاک سے ہمیں مزید فیض یاب کیجئے' اوران کے پاس نہ جایئے، امام حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا' تو ابن مطیع نے اپنی ایک حاجت پیش کی اور عرض کیا: میں نے یہ کنواں کھدوایا ہےاور آج ڈول میں تھوڑا سا پانی نکلا ہے، آپ اس میں برکت کیلئے اللہ تعالی سے دعا کیجئے! امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا تھوڑا پانی لاؤ! جب پانی حاضر خدمت کیا گیا تو آپ نے کچھ پانی نوش فرماکر کلی کی پھر اس پانی کو کنویں میں ڈال دیا تو کنویں کا پانی میٹھا وشیریں بن گیا اور وافر مقدار میں اُبلنے لگا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، باب ابوسعید)



امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی زبان اور دہن کو یہ تقدس حاصل ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی زبان چوس لیا کرتے تھے اور آپ کے منہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب اقدس ڈالا تھا، چنانچہ اس کی تاثیر امام حسین رضی اللہ عنہ کی زبان ولعاب میں آ چکی تھی اسی وجہ سے آپ کا لعاب کھارے پانی کو میٹھا بنا دیتا اور سوکھے کنویں کو جاری کر دیتا۔

﴿تیر پھینکنے والے کا عبرتناک انجام﴾

کرامت:2

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 942ھ) نے ''سبل الھدی والرشاد'' میں روایت نقل کی ہے:

وروى ابن أبى الدنيا عن العباس بن هشام بن محمد الكوفى عن أبيه عن جده، قال: كان رجل يقال له زرعة شهد قتل الحسين رضى الله تعالى عنه -فرمى الحسين -رضى الله تعالى عنه -بسهم فأصاب حنكه، وذلك أن الحسين -رضى الله تعالى عنه -دعا بماء ليشرب، فرماه فحال بينه وبين الماء فقال -رضى الله تعالى عنه :-اللهم ظمه، فحدثنى من شهد موته، وهو يصيح من الحر فى بطنه، ومن البرد فى ظهره وبين يديه الثلج والمراوح، وخلفه، الكانون، وهو يقول: اسقونى، أهلكنى العطش، فيؤتى بالعسل العظيم، فيه السويق والماء واللبن، لو شربه خمسة لكفاهم، فيشربه فيعود، ثم يقول :اسقونى أهلكنى العطش فانقد بطنه كانقداد البعير.

ترجمہ: عباس بن ہشام بن محمد کوفی نے اپنے والد سے وہ دادا سے روایت

کرتے ہیں، اُنہوں نے کہا: زرعہ نامی ایک شخص میدان کربلا میں تھا، اُس بد بخت نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر اس وقت تیر پھینکا جب آپ نے پینے کیلئے پانی طلب فرمایا اور نوش فرمانا چاہا، وہ تیر آپ کے اور پانی کے درمیان حائل ہوگیا' امام عالی مقام نے دعا کی کہ مولیٰ اس کو پیاسا کردے، راوی کہتے ہیں: اس کی موت کے وقت موجود شخص نے مجھے بیان کیا کہ اس شخص کے پیٹ میں گرمی، پیٹھ میں سردی ہونے لگی جس کے سبب وہ چیخنے اور چلّانے لگا، جبکہ پیٹ کی گرمی سے راحت کے لئے اس کے سامنے برف اور پنکھے رکھے گئے تھے اور پیٹھ کی سردی کے باعث پیچھے انگیٹھی رکھ دی گئی تھی، وہ کہتا تھا: مجھے پانی پلاؤ! پیاس نے مجھے ہلاک کردیا، تو اس کے پاس ستو، پانی اور دودھ ملا ہوا اتنا زیادہ شہد لایا جاتا جو پانچ آدمی کو کافی ہوتا تو وہ سب کچھ کھالیتا پھر یہی کہتا مجھے سیراب کرو، پیاس نے مجھے ہلاک کردیا پھر اس کا پیٹ چِر گیا جس طرح اونٹ کا پیٹ چِر جاتا ہے۔
(سبل الہدی والرشاد، الباب الثانی عشر فی کرامات حصلت لہ، ج11 ص79)

جس شہزادہ کی محبت ومودت میں قرآن کریم نازل ہوا' احادیث شریفہ وارد ہوئیں؛ اُن پر تیر چلانے والے کا دنیا میں اس قدر عبرتناک انجام ہوا کہ راحت وآرام کے تمام وسائل مہیّا ہونے کے باوجود وہ راحت حاصل نہ کرسکا' وہ پیٹ میں حرارت وسوزش کی شکایت میں مبتلا رہا اور پیٹھ میں نہایت نقصاندہ ٹھنڈک سے بے چین ومضطرب رہا' امام حسین رضی اللہ عنہ کی بے حرمتی کی وجہ سے اسی اضطراب وبے چینی میں زندگی بسر کرتا رہا اور جب موت آئی تو نہایت عبرتناک موت آئی' اللہ تعالی نے اس شخص کو اس قدر غیر معمولی تکالیف میں مبتلا کرکے یہ واضح کیا کہ اہل بیت اطہار پر ظلم کرنے والوں کا دنیا میں عبرتناک انجام ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب تو اور زیادہ سخت ہے۔

﴿مبارک رخسار زخمی کرنے والے کی موت﴾

کرامت:3

امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت نقل کی ہے:

حدثنا عبد السلام بن حرب، عن الكلبی، قال: رمی رجل الحسين وهو يشرب، فشل شدقه، فقال ": لا أرواک الله "، قال " :فشرب حتى تفطر.

ترجمہ: قبیلہ بنی کلب کے ایک شخص سے روایت ہے کہ ایک ظالم شخص نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر تیر سے حملہ کیا جس سے آپ کا جبڑا مبارک زخمی ہوگیا، حضرت امام عالی مقام نے دعا فرمائی، اللہ تعالی تجھے سیراب نہ کرے، اسی وقت ظالم پیاسا ہوگیا' وہ پانی پیتا رہا یہاں تک کہ جسم پھٹا اور مرگیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: 2772)

اس شخص کے تیر سے امام حسین رضی اللہ عنہ کا رخسارِ مبارک زخمی ہوکر پھٹ گیا جب کہ آپ پانی پی رہے تھے، امام حسین رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچانے کے باعث اللہ تعالی نے اس کا یہ انجام کیا کہ وہ مسلسل پانی پیتا رہا' پھر بھی سیراب نہیں ہوا' بالآخر جسم پھٹ گیا' ظالم نے رخسارِ مبارک کو زخمی کیا، اللہ تعالی نے اس کے وجود وہستی کو پھاڑ کر اُسے نیست ونابود کردیا۔

﴿قئے کے باعث پانی نکل گیا﴾

کرامت:4

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 630ھ) نے الکامل فی التاریخ میں اسی طرح کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے:



ونادى عبد الله بن أبى الحصين الأزدى، يا حسين أما تنظر إلى الماء؟ لا تذوق منه قطرة حتى تموت عطشاً !فقال الحسين :اللهم اقتله عطشاً ولا تغفر له أبداً .قال :فمرض فيما بعد فكان يشرب الماء القلة ثم يقىء ثم يعود فيشرب حتى يعود ثم يقىء ثم يشرب فيما يروى، فما زال كذلك حتى مات.

ترجمہ:عبداللہ بن ابی الحصین ازدی نے پکارکر کہا:اے حسین! کیا آپ پانی کو نہیں دیکھتے؟ پیاس کی حالت میں آپ کی شہادت ہوگی مگر ایک قطرہ پانی نہیں چکھو گے، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو پیاسا ماردے اور کبھی اس کی مغفرت نہ فرما! اس کے بعد وہ شخص ایسا بیمار ہوا کہ تھوڑا پانی پیتا اور قئے کرتا، پھر لوٹ کر پانی پیتا مگر سیراب نہ ہوتا، پھر قئے کرتا، پھر پیتا مگر سیراب نہ ہوتا، مرنے تک اس کا یہی حال رہا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوگیا۔(الکامل فی التاریخ، ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ ص 167)

ظالم عبداللہ بن ابی الحصین نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''ایک قطرہ پانی نہ چکھو گے'' اس کا انجام کس قدر عبرتناک ہوا کہ تھوڑا سا پانی پیتا کہ قئے کرلیتا' گویا پانی نے گوارا نہ کیا کہ اس ظالم کے پیٹ میں باقی رہے۔

﴿شدید تشنگی سے موت﴾

کرامت:5

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کا ایک تفصیلی واقعہ ذکر کیا ہے:

واشتد عطش الحسين فدنا من الفرات ليشرب فرماه حصين بن نمير بسهم فوقع فى فمه فجعل يتلقى الدم بيده

ورمى بـه إلى السماء، ثم حمد الله وأثنى عليه ثم قال :اللهم إنى أشكو إليک ما يصنع بابن بنت نبيک !اللهم أحصهم عدداً، واقتلهم بدداً، ولا تبق منهم أحداً !قيل الذى رماه رجل من بنى أبان بن دارم، فمكث ذلک الرجل يسيراً ثم صب الله عليه الظمأ فجعل لا يروى فكان يروح عنه ويبرد له الماء فيه السكر وعساس فيها اللبن ويقول :اسقونى، فيعطى القلة أو العس فيشربه، فإذا شربه اضطجع هنيهةً ثم يقول :اسقونى قتلنى الظمأ، فما لبث إلا يسيراً حتى انقدت بطنه انقداد بطن البعير.

ترجمہ: جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شدید پیاس لگی تو پانی پینے کیلئے دریائے فرات کے قریب ہوئے، حصین بن نمیر نامی ایک بدبخت ظالم نے تیر سے حملہ کیا' جو آپ کے دہن مبارک میں لگا، امام حسین رضی اللہ عنہ نے خون کو اپنے ہاتھ میں لے کر آسمان کی طرف پھینکا اور اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کی اور عرض کیا: اے اللہ! تیرے نبی کے نواسے کے ساتھ جو کچھ ظلم وستم کیا جارہا ہے میں اس کو تیرے حوالہ کرتا ہوں، اے اللہ! ایک ایک کو عذاب دے اور بے یارومددگار ہلاک کردے، ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ، منقول ہے کہ تیر پھینکنے والا شخص قبیلۂ بنی ابان بن دارم سے تعلق رکھتا تھا، وہ ابھی کچھ دیر نہ ٹہرا تھا کہ اللہ تعالی نے اس کو سخت پیاس سے دوچار کردیا جس کے سبب اس کو سیرابی نہ ہوتی تھی' اس کو پنکھے سے ہوا کی جانے لگی اور ٹھنڈا پانی اور بڑے پیالوں میں دودھ دیا جانے لگا، مگر وہ کہتا تھا: مجھے سیراب کرو، تو اس کو بڑے برتنوں میں پانی دیا جاتا، وہ پی لیتا اور کچھ دیر لیٹ جاتا پھر کہتا مجھے سیراب کرو، پیاس نے مجھے ہلاک کردیا؛ کچھ دیر نہیں ٹھیرا تھا کہ اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح پھٹ گیا۔ (الکامل فی التاریخ، ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ)

علامہ اسمعیل ابن کثیر (متوفی 774ھ) نے بھی اس کرامت کاذکر اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ ،باب سنة ستين میں کیا ہے۔

مذکورہ آثار وروایات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ میدان کربلا میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، مجبور ولاچار نہیں تھے، یزیدیوں نے میدان کربلا میں جب اہل بیت کرام کی بے توقیری وبے حرمتی کی' ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے توامام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدیوں کے خلاف دعا کی ; جس کی وجہ سے کئی یزیدیوں کو دنیا میں دوزخ کا منظر دیکھنا پڑا' کوئی سخت تشنگی کی وجہ سے ہلاک ہوا، کسی کا پیٹ پھٹ گیا، کسی کا ساراجسم شق ہوگیا، آپ اگر چاہتے تو میدانِ کربلا میں ہی سارے یزیدی اپنا وحشتناک انجام دیکھ لیتے لیکن امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے منشاء خداوندی ومرضئ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنامقصود بنایا جیسے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی آپ کواس سانحہ کی خبر عطافرمائی تھی' اس کے مطابق آپ نے دنیا کی چندروزہ اذیت وتکلیف برداشت کرکے قیامت تک کیلئے اسلام کا جھنڈا بلند کردیا' اور وقتاً فوقتاً یزیدیوں کو اپنی کرامات کے ذریعہ بتایا کہ ہم نبئ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے بااختیار نواسے ہیں، ہم منشأ الہی کے تابع اوراس کے حکم کے پابند ہیں' ظالموں کے سامنے مجبور نہیں بلکہ ہرطرح کا اختیار رکھتے ہیں۔

﴿گستاخ کی سواری بےقابوہوگئی﴾

کرامت:6

امام طبرانی نے معجم کبیر میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کونقل کیا ہے:

عن ابن وائل ، أو وائل بن علقمة أنه شهد ما هناک ، قال : قام رجل ، فقال أفيكم حسين ؟ قالوا:نعم ، فقال: أبشر بالنار،

فقال ":أبشـر برب رحيم ، وشفيع مطاع "، قال ":من أنت ؟ " قال :أنـا ابـن جويزة ، أو حويزة ، قال :فقال" :اللهم حزه إلى النار "، فـنـفـرت بـه الدابة ، فتعلقت رجله في الركاب ، قال : فوالله ما بقي عليها منه إلا رجله.

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وائل یا وائل بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں میدان کربلا میں موجود تھا، ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا: کیا تم میں حسین موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: آپ دوزخ پر خوش ہوجایئے، (معاذ اللہ) سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کہہ بلکہ مہربان رب اور صاحب شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی خوشخبری دے، ساری کائنات جن کی اطاعت کرتی ہے اور بتا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابن جویزہ ہوں، راوی کہتے ہیں: یا اُس نے کہا: میں ابن حویزہ کہا: امام عالی مقام نے کہا: اے اللہ اس کو آگ میں کھینچ کر ڈال دے، اسی وقت اسکی سواری بے قابو ہوگئی، وہ سواری سے گرا اور اسکا ایک پیر رکاب میں پھنس گیا، راوی کہتے ہیں: خدا کی قسم! رکاب میں پھنسے ہوئے پیر کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ باقی نہ رہا۔(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:2780)۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں دوزخ کی بات کہنے والا اسی لمحہ نیست و نابود ہوگیا اور صفحۂ ہستی سے اس کو مٹادیا گیا۔

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصنف میں، امام نورالدین علی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 807ھ) نے مجمع الزوائد میں، اور علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 630ھ) نے الکامل فی التاریخ میں اس کرامت کو ذکر کیا۔



سبل الہدی والرشاد باب الرابع عشر فی کرامات ظہرت لہ، ج11 ص7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر:261۔مجمع الزوائد، باب مناقب الحسین بن علی علیہما السلام۔الکامل فی التاریخ، باب ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ۔)

﴿رسوائی مقدر بن گئی﴾

کرامت:7

دو یزیدیوں سے متعلق امام طبرانی رحمۃ اللہ عنہ نے معجم کبیر میں تفصیلی روایت نقل کی ہے،جس میں ایک شخص کے بارے میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأیت ولد احدهما کان له خبلا و کانه مجنون۔

ترجمہ: میں نے ان دونوں میں سے ایک کے بیٹے کو دیکھا اس پر پاگل پن اور جنون طاری ہے۔(معجم کبیر طبرانی حدیث نمبر:2788)

نیز مذکورہ روایت کو علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تھذیب التھذیب، باب من اسمہ حابس میں اور علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد،مناقب الحسین رضی اللہ عنہ میں نقل کیا ہے۔

اللہ کی پناہ! کتنی عبرتناک سزا ہے یقیناً جولوگ محبوبانِ خدا کے دشمن ہوتے ہیں ان کو دنیا میں فضیحت ورسوائی اور آخرت میں نقصان وخسارہ ہوتا ہے۔

﴿بےادب کی بینائی چلی گئی﴾

کرامت:8

چوتھی صدی ہجری کے عظیم محدث امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم کبیر میں



روایت کی ہے:

عن قرة بن خالد قال سمعت أبا رجاء العطاردی يقول :لا تسبوا عليا ولا أهل هذا البيت فإن جارا لنا من بلهجيم قال : ألم تروا إلى هذا الفاسق الحسين بن على قتله الله فرماه الله بكوكبين فى عيينه فطمس الله بصره .

ترجمہ: حضرت قرہ بن خالد سے روایت ہے' اُنہوں نے فرمایا: میں نے ابو رجاء عطاردی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ فرماتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی شان میں بے ادبی نہ کرو کیونکہ بلہجیم قبیلہ سے تعلق رکھنے والا ہمارا ایک پڑوسی کہہ رہا تھا: لوگو! کیا تم نے اس فاسق حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کو نہیں دیکھا (معاذ اللہ)، یہ کہہ رہا ہی تھا کہ اللہ تعالی نے دوستارے اس کی آنکھوں پر مارے اور اس کی بینائی چھین لی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:2730۔سبل الہدی والرشاد، باب الرابع عشر، ج11 ص78۔تہذیب التہذیب باب من اسمہ حابس، ذخائر العقبی)

اس بے ادب شخص نے امام حسین رضی اللہ عنہ جیسی عظیم وبابرکت ہستی کی طرف فاسق کہہ کر اشارہ کیا اور لوگوں کو دیکھنے کے لئے کہا' اللہ تعالی نے اس کی بینائی سلب کر لی، وہ آنکھ جو امام عالی مقام کو فاسق سمجھ کر دیکھے اس آنکھ کو دیکھنے کا حق نہیں۔

﴿قمیص مبارک چھیننے کی سزا﴾

کرامت:9

علامہ ابن اثیر نے الکامل فی التاریخ میں لکھا ہے:

ثم نادى عمر بن سعد فى أصحابه من ينتدب إلى الحسين

فیوطئه فرسه، فانتدب عشرة، منهم إسحاق بن حيوة الحضرمی، وهو الذی سلب قميص الحسين، فبرص بعد.

ترجمہ: عمر بن سعد نے لوگوں میں اعلان کیا کہ کون ہے جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آئے گا اور اپنے گھوڑے سے (معاذ اللہ) ان کو روندے گا؟ تو دس بدبخت آگے بڑھے، ان میں ایک کا نام اسحٰق بن حیوۃ حضرمی ہے، یہ وہ شخص ہے جس نے امام عالی مقام کی قمیص مبارک چھینی تھی اس کے فوراً بعد وہ شخص برص کی بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ (الکامل فی التاریخ، ذکر مقتل الحسین)

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ اہل بیت اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے ادبی کا انجام یہ ہوا کہ وہ شخص برص کی بیماری میں مبتلا ہوگیا، اس شخص نے لباسِ مبارک چھین کر بے ادبی کی جس کا تعلق جسم کے ظاہری حصہ سے ہے، اللہ تعالی نے سزا کے طور پر اُسے برص کی بیماری میں مبتلا کر کے اس کی جلد کو بدنما کر دیا۔

﴿سرانور پر، انوار الٰہی کا نزول﴾

کرامت: 10

چوتھی صدی ہجری کے محدث جلیل حضرت محمد بن حبان تمیمی دارمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 354ھ) نے اپنی کتاب الثقات اور السیرۃ میں نقل فرمایا ہے:

ثم أنفذ عبيد الله بن زياد رأس الحسين بن علی إلی الشام مع أساری النساء والصبيان من أهل بيت رسول الله صلی الله عليه وسلم علی أقتاب مكشفات الوجوه والشعور فكانوا إذا نزلوا منزلا أخرجوا الرأس من الصندوق وجعلوه فی رمح وحرسوه إلی وقت الرحيل ثم أعيد الرأس إلی

الـصـنـدوق ورحـلـوا فبيناهم كذلك إذ نزلوا بعض المنازل وإذا فيـه دير راهب فأخرجوا الرأس على عادتهم وجعلوه فى الـرمـح وأسـنـدوا الرمح إلى الدير فرأى الديرانى بالليل نورا سـاطـعا من ديره إلى السماء فأشرف على القوم وقال لهم من أنتـم قـالـوا نـحـن أهـل الشـام قال وهذا رأس من قالوا رأس الـحسيـن بـن عـلـى قال بئس القوم أنتم والله لو كان لعيسى ولـد لادخلناه أحداقنا ثم قال يا قوم عندى عشرة آلاف دينار ورثتها من أبى وأبى من أبيه فهل لكم أن تعطونى هذا الرأس ليكون عندى الليلة وأعطيكم هذه العشرة آلاف دينار قالوا بـلـى فـأحـدر إليهـم الـدنـانير فجاؤوا بالنقاد ووزنت الدنانير ونـقـدت ثـم جعلت فى جراب وختم عليه ثم أدخل الصندوق وشـالـوا إليـه الـرأس فـغسـلـه الـديرانى ووضعه على فخذه وجـعـل يبـكـى الـليل كله فلما أن أسفر عليه الصبح قال يا رأس لا أمـلـك إلا نـفسـى وأنـا أشهد أن لا إلـه إلا الـلـه وأن جـدك رسول الله فأسلم النصرانى وصار مولى للحسين ثم أحـدر الرأس إليهم فأعادوه إلى الصندوق ورحلوا فلما قربوا مـن دمشـق قـالـوا نحب أن نقسم تلك الدنانير لان يزيد إن رآهـا أخـذهـا منا ففتحوا الصندوق وأخرجوا الجرا ب بختمه وفتـحـوه فإذا الدنانير كلها قد تحولت خزفا وإذا على جانب مـن الـجـانبين من السكة مكتوب ولا تحسبن الله غافلا عما يـعمل الظالمون وعلى الجانب الآخر سيعلم الذين ظلموا اى مـنـقـلـب ينقلبون قالوا قد افتضحنا والله ثم رموها فى بردى نهـر لهـم فـمنهم من تاب من ذلك الفعل لما رأى ومنهم من بقى على إصراره۔



ترجمہ: عبیداللہ بن زیاد نے اہل بیت کرام کی سراپا عفت خواتین اور لاڈلے بچوں کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور کو ملک شام لے جانے کا حکم دیا، جب بھی قافلہ والے کسی مقام پر پڑاؤڈالتے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور کو صندوق سے نکالتے اور معاذ اللہ ایک نیزہ پر رکھتے اور کوچ کرنے تک اس کی حفاظت کرتے' پھر روانگی کا موقع ہوتو سرانور کو صندوق میں رکھتے اور روانہ ہو جاتے، اس طرح وہ لوگ ایک مقام پر اترے جو عیسائی عبادت خانہ تھا اور وہاں ایک راہب تھا، اپنے معمول کے مطابق ظالموں نے امام عالی مقام کے سرانور کو نیزہ پر رکھا اور عبادت خانہ کی کسی جگہ نیزہ لگا دیا، عبادت خانہ میں رہنے والے عیسائی نے رات میں دیکھا کہ عبادت خانہ سے آسمان کی طرف عظیم الشان نور بلند ہورہا ہے، اُس راہب نے فوراً ظالموں کے پاس آکر کہا: تم کون ہو اور یہ سرِ انور کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم اہل شام ہیں اور یہ سر' امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہے، اس نے کہا: تم کیسی بد بخت قوم ہو، قسم بخدا! اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسل مبارک کا کوئی فرد اب موجود رہتا تو ہم اس کی ایسی تعظیم کرتے کہ اس کو اپنی آنکھوں پر رکھتے، پھر کہا: اے لوگو! مجھے دس ہزار دینار میرے آباء واجداد سے وراثت میں ملے ہیں، اگر میں دس ہزار دینار تمہیں دے دوں تو کیا سرانور آج رات رکھنے کیلئے مجھے دو گے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، پس عیسائی راہب نے دینار کی تھیلی انڈیل دی، ان لوگوں نے دینار گن کر تھیلی میں رکھ لئے اور اس پر مہر لگا کر صندوق میں محفوظ کر لئے' پھر سرانور کو عیسائی راہب کی طرف بڑھایا۔

راہب نے نہایت تعظیم کے ساتھ سرانور لے کر اس کو غسل دیا اور اپنی گود میں رکھ کر رات بھر روتا رہا جب صبح کا وقت قریب ہوا تو کہا: اے سرانور! میں اپنے آپ ہی پر

قابو رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ کے نانا حضرت، اللہ کے رسول ہیں' یہ کہہ کر مسلمان ہوا اور امام حسین کی غلامی میں شامل ہوا پھر سر انور کو ان کے حوالہ کیا' اُن لوگوں نے سرِ انور دوبارہ صندوق میں رکھا اور روانہ ہوگئے، جب دمشق کے قریب پہنچے تو کہنے لگے کہ ہم دس ہزار دینار آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، اگر یزید دیکھ لے گا تو ہم سے چھین لے گا' چنانچہ صندوق کھول کر دینار کی تھیلی جیسے ہی کھولی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دینار ٹھیکری بن چکے ہیں اور اسی وقت گلی کی ایک جانب یہ آیت لکھی ہوئی پائی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ: ظالم جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالی کو اس سے ہرگز بے خبر مت سمجھو۔ (سورۂ ابراھیم۔42) اور دوسری جانب یہ لکھا ہوا پایا:

سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

ترجمہ: عنقریب ظلم کرنے والے جان لینگے کہ وہ کیسی بری جگہ لوٹیں گے۔ (سورۃ الشعراء۔227)

یہ واقعہ دیکھ کر بعض لوگوں نے توبہ کی اور بعض اسی حال پر قائم رہے۔ (الثقات لابن حبان۔ السیرۃ لابن حبان)

عیسائی راہب نے جو کہا کہ میرے آباء واجداد کی کمائی مجھے وراثت میں ملی ہے اس میں اشارہ ہے کہ آباء واجداد کی پونجی جاتی ہے تو جائے' کوئی غم کی بات نہیں مگر امام عالی مقام کی صحبت بابرکت ایک لمحہ کیلئے میسر ہوجائے' یہ بڑی نعمت ہے آپ کی صحبت بابرکت آخرت کی پونجی عطا کرتی ہے، دنیا کا مال ٹھیکری بن سکتا ہے مگر آخرت کی پونجی قائم ودائم رہے گی۔

یہ غور کرنے کا مقام ہے کہ عیسائی شخص امام عالی مقام کے سرانور کے انوار و برکات دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا اور ظالموں کو جو ظاہراً کلمہ گو بھی تھے یا تو انوار نظر نہ آئے یا پھر دیکھکر بھی بدبختی دامن سے نہ چھوٹی اور اُنہوں نے ان برکتوں سے کچھ استفادہ نہ کیا، معلوم ہوا کہ اہلبیت اطہار سے عقیدت و محبت بے ایمان کو صاحب ایمان بنادیتی ہے اور ظاہراً کلمہ گو عداوت ودشمنی کے سبب، ایمان اور اس کی برکت سے محروم ہوتے ہیں۔

کتنا عظیم فرق ہے کہ دنیوی مال و دولت کیلئے کچھ لوگوں نے اپنا ایمان بیچ دیا اور اہل بیت کرام کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا اور کوئی غیرمسلم مال و دولت خرچ کر کے اہل بیت کرام کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے او ران کی تعظیم بجالاتا ہے تو اُسے ایمان نصیب ہوتا ہے، اُدھر مال کیلئے ایمان فروخت کیا جارہا ہے' اِدھر مال دے کر ایمان حاصل کیا جارہا ہے۔

﴿آسمان سے زمین تک نور کے ستون کا نظارہ﴾

کرامت:11

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے:

ولما قتل الحسين أرسل رأسه ورؤوس أصحابه إلى ابن زياد مع خولى بن يزيد وحميد بن مسلم الأزدى، فوجد خولى القصر مغلقاً فأتى منزله فوضع الرأس تحت إجانة فى منزله ودخل فراشه وقال لامرأته النوار :جئتک بغنى الدهر، هذا رأس الحسين معک فى الدار .فقالت :ويلک جاء الناس بالذهب والفضة وجئت برأس ابن رسول الله صلى الله

علیہ وسلم، والله لا يجمع رأسي ورأسک بيت أبداً !وقامت من الفراش فخرجت إلى الدار، قالت :فما زلت أنظر إلى نور يسطع مثل العمود من السماء إلى الإجانة، ورأيت طيراً أبيض يرفرف حولها.

ترجمہ:امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے اور دیگر شہداء کرام کے مبارک سروں کوخولی بن یزیداورحمید بن مسلم کے ساتھ ابن زیاد بدنہاد کے پاس روانہ کیا گیا' خولی محل کو بند پایا تو اپنے گھر آیا اورسرِ انور کوگھر میں ایک بڑے برتن کے نیچے رکھا اورآرام کے لئے بستر کے پاس آیا اوراپنی بیوی سے کہا: جن کا نام''نوار'' تھا، میں زمانہ کی بڑی دولت لایا ہوں، گھر میں تیرے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر ہے،ایماندار بیوی نے کہا: تیرے لئے جہنم کا گڑھا ہے،لوگ سونا اور چاندی لاتے ہیں اورتو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نواسے کا سرلایا ہے، قسم بخدا! کوئی گھر تیرے اور میرے سرکوکبھی جمع نہ کرے، یہ کہکر بستر سے اٹھی اور گھر کے باہر چلی گئی، کہتی ہیں: میں نے دیکھا: آسمان سے اس بڑے برتن کی طرف ستون کی شکل میں نور اُتر رہا ہے، نیز دیکھا کہ سفید پرندے اس کے اطراف اڑرہے ہیں۔(الکامل فی التاریخ،ذکرمقتل الحسین رضی اللہ عنہ،ص178)

﴿مزارمبارک کی بےادبی کرنے والا کئی امراض میں مبتلا﴾

کرامت:12

شہداء کرام کی حیات آیات قرآنیہ واحادیث شریفہ سے ثابت ہے،شہادت کے بعد یہ حضرات قرب الٰہی کی اعلی منازل پر فائز ہوتے ہیں اور کمال سے متصف

ہوتے ہیں چنانچہ اُنہیں سابقہ حیات سے زیادہ اختیارات وتصرفات عطا ہوتے ہیں، امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کئی تصرفات وکرامات کا ظہور رہوا۔

امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت نقل کی ہے :

حدثنا جرير، عن الأعمش، قال :خرء رجل من بني أسد على قبر حسين بن علي رضی اللہ تعالی عنه، قال :فأصاب أهل ذلك البيت خبل وجنون وجذام ومرض وفقر۔

ترجمہ: حضرت جریر نے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قبیلہ بنی اسد کا ایک شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر بول وبراز کیا (معاذ اللہ) اسی وقت اس کے گھر والے فالج، جنون، جذام اور کئی بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور مفلس وخلاش ہو گئے ۔(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: 2791، تہذیب الکمال، باب من اسمہ ابان)

اس روایت کو نقل کر کے علامہ نورالدین ہیثمی فرماتے ہیں: ورجالہ رجال الصحیح . اس حدیث پاک کو روایت کرنے والے معتبر وثقہ ہیں۔(مجمع الزوائد ج9 ص197)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کی بے ادبی کرنے والے شخص کو اور اس کے گھر والوں کو دماغی اور جلدی بیماریوں میں مبتلا کیا اور تنگدستی سے دوچار کیا۔

﴿مزار مبارک سے خوشبو آنے لگی﴾

کرامت:13

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ دمشق میں روایت نقل کی ہے:

عـن عبـد الـلـه بـن الـضـحـاک نا هشام بن محمد قال لما اجری الماء علی قبر الحسین نضب بعد اربعین یوما وامتحی اثـر الـقبر فجاء اعرابی من بنی اسد فجعل یأخذ قبضة قبضة ویشـمـه حتـی وقـع عـلی قبر الحسین وبکی وقال بأبی وامی مـا کـان أطیبک واطیـب تـربتک میتـا ثـم بکی وانشأ یقول ارادو ا لیخفو اقبره عن عدوه فطیب تراب القبر دل علی القبر۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُنہوں نے فرمایا: ہمیں حضرت ہشام بن محمد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر پانی بہایا گیا تو چالیس دن کے بعد سوکھ گیا اور مزار پاک کا نشان مٹ گیا، قبیلہ بنواسد کے ایک دیہاتی صاحب آئے اور ایک ایک مٹھی اٹھا کر سونگھنے لگے، آخر کار مزار مبارک کے پاس گر پڑے اور رونے لگے، اُنہوں نے کہا: میرے ماں باپ قربان! آپ کیا ہی پاکیزہ ومعطر ہیں! اور آپ کے روضہ کی مٹی کیا ہی خوشبودار ہے!۔ پھر روکر یہ شعر کہا ۔

ارادوا لیخفوا قبره عن عدوه
فطیب تراب القبردل علی القبر

ترجمہ: لوگوں نے دشمنوں سے آپ کا مزار چھپانا چاہا، تو مزار اقدس کی مٹی کی خوشبو نے خود مزار مبارک کا پتہ بتایا۔ (تاریخ دمشق، لعلی بن الحسن ابن عساکر۔ تہذیب الکمال لیوسف بن الزکی)

اُوپر بیان کی گئی دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ امام عالی مقام کی ذات قدسی صفات سے شہادت کے بعد بھی فیض حاصل کیا جاتا ہے، جو بے ادب ہوں انہیں بے

ادبی و گستاخی کی سزا ملتی ہے اور جو باادب واُمیدوارکرم ہوں اُنہیں برکت حاصل ہوتی ہے، اور مزارِمبارک کی خوشبوتمام فضاؤں کو معطر کردیتی ہے تاکہ چاہنے والوں کو راحت جان حاصل ہو۔

﴿ابن زیاد کے لئے آگ کا عذاب﴾

کرامت:14

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معجم کبیر میں نقل کیا ہے:

عن عبدالملک بن کردوس عن حاجب عبید الله بن زیاد،قال دخلت القصر خلف عبید الله بن زیاد حین قتل الحسین،فاضطرم فی وجهه نار،فقال هکذابکمه علی وجهه،فقال هل رأیت ؟ قلت نعم،فأ مرنی أن اکتم ذالک۔

ترجمہ:عبدالملک بن کردوس نے عبید اللہ بن زیاد کے دربان سے روایت کیا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی' میں عبیداللہ بن زیاد کے پیچھے محل میں داخل ہوا تو اچانک اس کے چہرہ میں آگ بھڑک اٹھی تو اس نے اپنی آستین کو آگ بجھانے کیلئے چہرہ پر پھیرا' پھر مجھ سے کہا: کیا تو نے کچھ دیکھا؟ میں نے کہا: ہاں،تو مجھے حکم دیا کہ اس واقعہ کو چھپائے رکھ۔(المعجم الکبیر للطبرانی،حدیث نمبر:2762)

قاتلانِ امام عالی مقام کو مختلف طریقوں سے مصائب وآلام میں مبتلا کیا گیا' آخرت کا عذاب تو مقرر و طے شدہ ہے لیکن دنیا ہی میں اُنہیں طرح طرح کے عذاب دئے گئے،اُنہیں موت تک مہلت نہیں دی گئی بلکہ زندگی کا ہرلمحہ وہ عذاب سے دوچار رہے' جیسا کہ ابن زیاد کی مذکورہ حالت سے پتہ چلتا ہے،اچانک جب آگ چہرہ سے



بھڑک اٹھتی تو اس کو کیسی خجالت وشرمندگی اور ذلت ورسوائی محسوس ہوتی تھی، غور کیا جائے ، اللہ تعالی نے اہل بیت کرام کے گستاخوں کا بُرا انجام آشکار فرمایا اور اُن کی حرمت وتقدس کو پامال کرنے والوں کو لوگوں کے سامنے ذلیل وخوار کیا اور اہل بیت اطہار کی عظمت وشان اور امام عالی مقام کی حق پرستی وثابت قدمی کا چرچہ قیامت تک کیلئے عام کردیا۔

﴿شہادت کے وقت گھاس کا راکھ ہوجانا﴾

کرامت:15

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دلائل النبوۃ میں نقل فرماتے ہیں:

حدثنا يعقوب ، حدثنا أبو بكر الحميدی ، حدثنا سفيان ، قال : حدثتنی جدتی ، قالت:لقد رأيت الورس ›عاد رمادا ، ولقد رأيت اللحم كأن فيه النار حين قتل الحسين)

ترجمہ: حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنی دادی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت میں نے دیکھا گھاس راکھ بن گئی اور یہ بھی دیکھا کہ گوشت آگ کی طرح بن گیا۔(دلائل النبوۃ ، باب اخبارہ بقتل ابن ابنتہ ، حدیث نمبر:2813۔تہذیب التہذیب، باب من اسمہ حابس)

مذکورہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ امام عالی مقام کی شہادت میں شریک ہر ظالم کیلئے زندگی دوبھر ہوگئی تھی، وہ حیران اور فکرمند رہتے تھے کہ کس وقت کیسا عذاب ظاہر ہوجائے ،آگ کی شکل میں جو عجائب ظاہر ہورہے تھے ان میں اشارہ تھا کہ آخرت میں تمہارا ٹھکانہ دوزخ کی آگ ہے ،بطور مقدمہ دنیا میں کچھ حصہ بتایا جارہا ہے، امام حسین

رضی اللہ عنہ کے اور آپ کے لشکر کے اونٹ ذبح کرنے کی وجہ ان عجائب سے قہر الٰہی کا اظہار مقصود ہے اور انہیں بار بار یاد دلایا گیا کہ انہوں نے کیسے مہلک وتباہ کن جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

﴿گوشت، خون کا لوتھڑا بن گیا﴾

کرامت:16

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تہذیب التہذیب میں تحریر فرماتے ہیں:

حدثنی حمید بن مرۃ، قال :أصابوا إبلا فی عسکر الحسین یوم قتل فنحروها وطبخوها .قال :فصارت مثل العلقم، فما استطاعوا أن یسیغوا منها شیئا۔

ترجمہ: حمید بن مرہ سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا: شہادت کے دن یزیدیوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک اونٹ حاصل کرلیا اور اس کو ذبح کر کے پکایا تو وہ جمے ہوئے خون کی مانند ہوگیا پھر وہ اسکو چبا نہ سکے۔

(تہذیب التہذیب، من اسمہ حابس۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، حدیث نمبر:2814)

گھاس، راکھ بن گئی اور گوشت آگ کی مانند ہوگیا، اس کے ذریعہ ظالموں کے انجام کی طرف اشارہ ہے کہ وہ آگ کی حرارت وسوزش میں پڑے رہیں گے، اُن کو آگ کا عذاب دیا جائے گا۔

﴿زمین خون اگلنے لگی﴾

کرامت:17

شہادت کے دن گویا قیامت قائم ہوگئی تھی، زمین سے خون نکلنے لگا اور آسمان

سے خون برس رہا تھا، دیواریں نہایت سرخ ہوگئی تھیں، گویا خون سے رنگی ہوئی ہوں، ظلم کرنے والوں پر قہر الٰہی کا نزول ہورہا تھا، بعض روایتوں میں ملک شام اور بعض میں بیت المقدس کی سرزمین خون نکلنے کا ذکر ہے چنانچہ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 458ھ) دلائل النبوۃ میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

عن السری بن یحیی، عن ابن شهاب، قال: قدمت دمشق وأنا أريد الغزو، فأتيت عبد الملک لأسلم عليه فوجدته فی قبة علی فرش يفوق القائم والناس تحته سماطان، فسلمت وجلست. فقال: يا ابن شهاب، أتعلم ما كان فی بيت المقدس صباح قتل ابن أبی طالب؟ قلت: نعم، قال: هلم، فقمت من وراء الناس حتی أتيت خلف القبة، وحول وجهه فأحنی علی فقال: ما كان؟ قال: فقلت: لم يرفع حجر فی بيت المقدس إلا وجد تحته دم قال: فقال لم يبق أحد يعلم هذا غيری وغيرک، ولا يسمعن منک قال: فما تحدثت به حتی توفی وهكذا روی هذا فی مقتل علی رضی الله عنه بهذا الإسناد، وروی بإسناد أصح من هذا عن الزهری: أن ذلک كان من قتل الحسين بن علی رضی الله عنهما۔

ترجمہ: حضرت سری بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جب میں غزوہ کے ارادہ سے دمشق آیا تو میں عبدالملک کے پاس اس غرض سے آیا کہ سلام کروں، تو میں نے انہیں ایک گنبد میں اونچے فرش پر پایا اور لوگ ان کی دونوں جانب قطار میں ٹھہرے تھے، میں انہیں سلام کرکے بیٹھ گیا، تو انہوں نے کہا: اے ابن شہاب! کیا تم جانتے ہو کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن صبح بیت المقدس میں کیا واقعہ رونما ہوا؟ میں نے

کہا: ہاں! انہوں نے کہا: تم میرے ساتھ آؤ! میں لوگوں کے پیچھے سے اٹھ کر گنبد کے پیچھے آیا، انہوں نے اپنے چہرہ کو پھیرا اور میری طرف رخ کر کے پوچھا کہ اس وقت کیا ہوا تھا؟ حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: بیت المقدس میں جہاں بھی پتھر اُٹھایا جاتا اس کے نیچے خون پایا جاتا، راوی کہتے ہیں: انہوں نے کہا کہ اس بات کو میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور جاننے والا باقی نہ رہا، اور یہ بات تم سے بھی کوئی سننے نہ پائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان کے انتقال کرنے تک میں نے یہ بات کسی سے نہیں بیان کی، اور اسی طرح آپ نے اسی سند سے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی روایت کی ہے۔

نیز امام زہری سے ایک اور روایت منقول ہے جس کی سند اس سے بھی زیادہ قوی اور مضبوط ہے؛ کہ یہ واقعہ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے وقت پیش آیا۔ (دلائل النبوۃ، باب ماروی فی اخبار بنآ میر علی رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: 2761)

﴿خراسان، شام اور کوفہ میں خون کی بارش﴾

کرامت: 18

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 942ھ) نے سبل الہدی والرشاد میں امام عالی مقام کی شہادت کے دن آسمان سے خون کی بارش ہونے کی روایات مختلف رجال اور متعدد کتب سے بیان کی ہے۔

چنانچہ امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 430ھ) نے معرفۃ الصحابۃ، من اسمہ الحسن، میں، علامہ یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے سبل الہدی

والرشاد، الباب الرابع عشر فی کرامات حصلت لہ، ج11 ص79 میں، امام طبرانی نے معجم کبیر، حدیث نمبر: 2765/ 2787 میں اورامام ہیثمی نے مجمع الزوائد ج 9 ص196 میں ذکر کیا ہے۔

عن نضرة الازدية أنها قالت:لما قتل الحسين رضى الله تعالى عنه أمطرت السماء دما فأصبحنا وجباهنا وجوارحنا مملؤة دما .حدثنى أيوب بن عبيد الله بن زياد أنه لما جئ برأس الحسين -رضى الله تعالى عنه -رأيت دار الامارة تسيل دما .وروى أيضا عن جعفر بن سليمان قال : حدثتنى خالتى أم سلمة قالت :لما قتل الحسين -رضى الله تعالى عنه -أمطرنا مطرا كالدم على البيوت، والجدار، قال: وبلغنى أنه كان بخراسان والشام والكوفة.

ترجمہ:(1)نضرہ ازدیہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن آسمان نے خون برسایا' صبح ہم نے اپنی پیشانیوں اوراعضاءکوخون سے آلودہ پایا(2)ایوب بن عبیداللہ بن زیاد نے کہا: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور جب لایا گیا تو میں نے محل شاہی کے درودیوار پرخون بہتے دیکھا۔(3)حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: شہادت کے دن گھروں اور دیواروں پرخون برسایا گیا، جعفر بن سلیمان نے کہا کہ یہ صورتِ حال خراسان،شام،کوفہ، میں بھی تھی۔(سبل الہدی والرشاد، فی کرامات حصلت لہ، ج11 ص80)

﴿آسمان جمے ہوئے خون کی طرح ہوگیا﴾

کرامت:19

امام احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ للبیہقی''میں روایت نقل کی ہے:

حدثنا علی بن مسهر ، قال :حدثتنی جدتی ، قالت : كنت أيام الحسين جارية شابة ، فكانت السماء أياما علقة۔

ترجمہ: حضرت علی بن مسہر نے اپنی دادی سے روایت کی انہوں نے کہا: امام حسین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں، میں کم عمر دوشیزہ تھی اس وقت آسمان کئی دنوں تک جمے ہوئے خون کی طرح ہوگیا تھا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، حدیث نمبر:2812)

اللہ تعالی کے غضب اور ناراضگی کا اظہار متعدد مقامات پر مختلف احوال سے ہوتا رہا، ان میں سے ایک' آسمان کا خون کے مثل ہوجانا ہے،اسی طرح آسمان کا سرخ ہونا بھی متعدد روایات سے ثابت ہے۔

انسان پر جب غصہ طاری ہوتا ہے تو اس کا اثر چہرہ پر بصورت سرخی ظاہر ہوتا ہے، اللہ تعالی جسم وجسمانیت سے پاک اور منزہ ہے، امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور آپ پر کئے گئے ظلم وسفا کی پر آسمان کو سرخ بنا کر اللہ تعالی نے اپنے غضب وجلال کا اظہار فرمایا، جیسا کہ حضرت شہاب الدین ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ الصواعق المحرقۃ میں فرماتے ہیں:

قال ابن الجوزی وحكمته ان غضبنا يؤثرحمرة الوجه والحق تنزه عن الجسمية فأظهرتاثير غضبه على من قتل الحسين لحمرة الافق اظهارا لعظم الجناية۔

ترجمہ: ابن جوزی نے کہا: آسمان سرخ ہونے میں حکمت یہ ہے کہ جب ہمیں غصہ آئے تو چہرہ پر سرخی کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ جسمانیت سے پاک ومنزہ ہے، اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے المناک واقعۂ شہادت پر اپنے غضب کا اظہار آسمان کی سرخی سے ظاہر فرمایا' تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ یہ کتنا سنگین جرم ہے۔

(الصواعق المحرقۃ، ص116)

﴿آسمان سرخ ہوگیا﴾

کرامت:20

معجم کبیر طبرانی اور مجمع الزوائد میں روایت ہے:

وعن جميل بن زيد قال لما قتل الحسين احمرت السماء قلت أى شئ تقول قال ان الكذاب منافق ان السماء احمرت حين قتل.

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن عیاش نے حضرت جمیل بن زید سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو آسمان سرخ ہوگیا، میں نے کہا: آپ کیا کہتے ہیں؟ تو حضرت جمیل بن زید نے کہا: یقیناً جھوٹ کہنے والا منافق ہے، بے شک آپ کی شہادت کے وقت آسمان سرخ ہوا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: 2768۔ مجمع الزوائد، حدیث نمبر: 15162)

﴿جنات کا اظہار غم﴾

کرامت:21

امام عالی مقام کی شہادت پر اظہار غم کرنا اس مخلوق سے بھی ثابت ہے جو انسانی نظروں سے غائب اور پوشیدہ ہے چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات نے غم کا اظہار کیا اور ان کی آواز افراد انسانی نے سنی، جیسا کہ علامہ ابن کثیر (متوفی 774ھ) نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے:

وقد روى عن كعب الاحبار آثار فى كربلاء وقد حكى أبو الجناب الكلبى وغيره أن أهل كربلاء لا يزالون يسمعون نوح الجن على الحسين وهن يقلن :

مسح الرسول جبينه — فله بريق فى الخدود

أبواه من عليا قريش — جده خير الجدود



ترجمہ: اور کربلا سے متعلق حضرت کعب احبار سے کئی روایتیں منقول ہیں اور ابوالجناب کلبی وغیرہ نے بیان کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اہل کربلا نے مسلسل جنات کے رونے کی آواز سنی اور اشعار کہتے سنا کہ سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور آپ کے رخساروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک ہے۔ امام حسین کے والدین کریمین اہل قریش کے اعلی افراد سے ہیں، اور آپ کے نانا حضرت سب سے بہتر ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ، باب سنۃ ستین۔ معرفۃ الصحابۃ من اسمہ الحسن، حدیث نمبر:1686)

مذکورہ تمام روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ امام عالی مقام سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم واندوہ نہ صرف انسانیت بلکہ حیوانات، جمادات، نباتات اور جنات کو بھی رہا اور میدان کربلا ہو یا کوئی اور مقام، زمین وآسمان اور دیگر مخلوق آپ کے تابع فرمان وزیر تصرف ہے۔

﴿غیب سے قلم کا ظاہر ہونا﴾

کرامت:22

علامہ ابن کثیر نے ایک اور مقام پر امام عالی مقام کی کرامت کا ذکر کیا ہے جو ذیل میں درج ہے:

وروى أن الذين قتلوه رجعوا فباتوا وهم يشربون الخمر والرأس معهم، فبرز لهم قلم من حديد فرسم لهم في الحائط بدم هذا البيت :

أترجو أمة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب ؟

اور روایت بیان کی گئی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو جن لوگوں نے شہید کیا وہ لوٹے اور شراب پی کر رات گزاردی، ان کے ساتھ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سر انور تھا

کہ اچانک لوہے کا ایک قلم ظاہر ہوا اور خون سے دیوار پر یہ لکھا۔

اترجوامة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب

کیا یہ قوم امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے قیامت کے دن آپ کے نانا جان کی شفاعت کی امید رکھتی ہے؟. (البدایة والنہایة،سنة ستین)

علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:942ھ) نے امام ابن عساکر کے حوالہ سے لکھا ہے:

ان طائفة من الناس ذهبوا فی غزوة الی بلاد الروم فوجد وا فی کنیسة: اترجوامة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب فسالوا من کتب هذه ؟ فقالوا: هذا مکتوب من قبل مبعث نبيكم بثلثما ئة سنة ۔

ترجمہ: ایک جماعت کسی غزوہ میں ملک روم گئی تو وہاں ایک گرجا گھر میں یہ شعر لکھا پایا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بعثت نبوی سے 300 سال پہلے سے یہ شعر دیوار پر مکتوب ہے۔(سبل الہدی والرشاد ج11 ص80)

مذکورہ کرامات وعجائب سے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عظمت وشان اور دربار الہی میں ان کے قرب کا پتہ چلتا ہے۔

مذکورہ کرامات وعجائب کو جلیل القدر مفسرین وحفاظ حدیث، قانون داں وتاریخ داں حضرات نے اپنی معتبر ومستند کتب تفسیر وحدیث اور کتب تاریخ میں ذکر فرمایا ہے، یہ وہ محدثین اور مشاہیر دین ہیں جن کی روایت ودرایت پر اسلامی معلومات کے ایک بڑے ذخیرے کا دارومدار ہے۔

ان واقعات سے یہ بات کھل کر واضح ہوتی ہے کہ امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں ہوئی، اللہ تعالی نے انہیں اختیار وتصرف عطا فرمایا ہے، کامل اختیار رکھتے ہوئے استعمال نہ کرنا' باکمال حضرات ہی سے ہوسکتا ہے، مقام آزمائش میں ہونے کی وجہ سے امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما نے ظالموں کے ظلم کو اپنے تصرف واختیار سے نہیں روکا، اگر یہ حضرات چاہتے تو دشمن لمحہ بھر میں ڈھیر ہوجاتا' زمین اُنہیں پکڑ لیتی' آسمان قہر بن کر آگ برساتا' اُن کی سواریاں اُنہیں ہلاک کردیتیں' حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے محض بعض اوقات کرامتوں کو ظاہر کر کے اس کی طرف اشارہ کردیا۔

امام حُسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذریعہ امت کو قربانی کی عظیم مثال ملی، بے کس وبے بس اشخاص کی دھاڑس بندھ گئی، مظلوم افراد کو حوصلہ ملا، طاغوتی طاقتوں کو پسپا کرنے کا جذبہ ملا، استقامت وثابت قدمی کا درس ملا، احقاق حق وابطال باطل کی ہمت ملی، اسلام کو زندگی ملی، حق کا پھریرا لہرانے لگا اور باطل شکست وریخت سے دوچار ہوگیا۔

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے طفیل ہدایت پر قائم رکھے اور خاتمہ بالخیر فرمائے اور حضرات امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کے

فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔



